ارکانِ حج اور اُنکے رموز

از: مولانا خالد کمال صاحب مبارکپوری

لغت میں حج کے معنیٰ کسی اہم کام کا ارادہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت بیت اللہ کی زیارت کے لئے مکہ کے سفر کا ارادہ کرنا عبادت سمجھ کر حج کہلاتا ہے۔ حج ایک ایسا دینی فریضہ ہے جو تقریباً ہر قوم میں مختلف اشکال میں قدیم زمانہ سے مشہور ہے۔ عرب بھی قدیم زمانہ میں دوسری قوموں کی طرح حج بیت اللہ کیا کرتے تھے۔ اسلام نے زمانہ جاہلیت کے اور دوسرے بہت سے شعائر کی طرح حج کو بھی نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں قطع برید کر کے اسکی حقیقی روح کو زندہ کیا اور اسکے گندے عناصر کو خارج کر کے اسلامی روح کو داخل کیا۔ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ننگے ہو کر طواف بیت اللہ کرتے تھے اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں پیوست کر کے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کا استیصال کرنے کے لئے یوں بیان فرمایا۔

وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاءً وتصدیۃً (سورہ انفال - ۳۵)	اور ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی، سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔

اور جب اسلام کی بنیاد عرب میں مضبوط ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ کوئی شخص بیت اللہ کا ننگے طواف نہ کرنے پائے۔

کعبہ اور اس کا سنگ بنیاد:- چونکہ کعبہ کو حج کے سلسلہ میں بہت اہی اہمیت حاصل ہے، اسلئے اسکی بنار اور تعمیر کے مسئلہ پر بھی تھوڑی روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رہین منت ہے۔ زمانہ ابراہیمی سے کچھ قبل کعبہ بتوں کی عبادت گاہ بن گیا تھا اور عبادت الٰہی بالکل فراموش کی جا چکی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آبائی وطن شام سے

ایک مختصر قافلہ کے ساتھ مکہ کا رخ کیا جو ان کی زوجہ مطہرہ حضرت ہاجرہ اور فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام پر مشتمل تھا۔ اس قافلہ نے شام سے جنوب کا رخ کیا اور حجاز کے ایک جنگل میں وہاں کے باشندوں سے دور اور الگ تھلگ قیام کیا تاکہ وہاں اطمینان و سکون اور مسنون طریقہ پر عبادت الٰہی کر سکیں۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ایک عبادت گاہ تعمیر کریں تاکہ پرستاران حق اطمینان و سکون سے اس میں جمع ہو کر عبادت الٰہی کر سکیں اور اپنے منعم حقیقی کی نعمتوں کا اپنی استطاعت کے مطابق شکریہ ادا کر سکیں۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (سورہ بقرہ - ۱۲۷)

اور جب کہ اٹھا رہے تھے ابراہیم دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل بھی۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے جاننے والے ہیں

جب باپ بیٹے نے مل کر تعمیر بیت اللہ کو مرحلہ اختتام تک پہونچا دیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اسکی حفاظت اور ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھنے کی ہدایت کی جس کا بیان ذیل ہو رہا ہے۔

وَعَھِدْنَا اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ۔ (سورہ بقرہ - ۱۲۵)

اور ہم نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی طرف حکم بھیجا کہ میرے گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے۔

کعبہ روئے زمین پر پہلا خدا خانہ ہے جو تمام انسانوں کو عبادت الٰہی کے لئے جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے اور اسی مقصد کے لئے اسکی تعمیر ہوئی۔ اس مقصد کو یوں واضح فرمایا جاتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ فِیْہِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ (سورہ آل عمران - ۹۶ - ۹۷)

یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہاں بھر کے لوگوں کا رہنما ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم ہے اور جو شخص اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ امن والا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کے انتقال کے بعد جب زیادہ زمانہ گذر گیا تو لوگوں نے اور حج میں

اپنی جانب سے دوسری چیزوں کا اضافہ کر لیا اور ان کے احکام کو بدلنا شروع کر دیا کہیں شرک اور عبادت اصنام کا اضافہ کیا تو کہیں توحید اور خدا پرستی کو ختم کر دیا۔ حج کے انھیں امور و ارکان کو واپس لانے کے لئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ نے حج کو مشرکانہ ارکان سے پاک صاف کر کے توحید اور معرفت الٰہی کے مناسک اس میں داخل فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ھُوَ اجْتَبَاکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ ھُوَ سَمَّاکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ (سورہ حج - ۷۸)

اسنے تم کو ممتاز فرمایا اور تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر قائم رہو اس نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے پہلے ہی۔

حج کی روح اور اسلام :-

اسلامی حج دنیا کے دوسرے مذہبی حجوں سے مختلف ہے دوسری قوموں میں حج کے معنی پیشواؤں کی قبر اور ان کے آثار و نشانات کی زیارت تبرک سمجھ کر کرنے کے ہیں۔ اسلام نے اسکو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے اور اظہار نفرت کیا ہے۔ دیگر اقوام میں سب سے افضل حج اپنے نفس پر مشقت ڈالنا اور اپنے دین کی راہ میں تکلیف برداشت کرنا ہے لیکن اسلام اسے بھی ناپسند فرماتا ہے کہ حج کے سلسلہ میں کوئی شخص استطاعت سے باہر مشقت برداشت کرے اگرچہ اسکی نیت ثواب اور زیادتی اجر کی ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک روایت بھی موجود ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے دو لڑکوں کے درمیان ان کا سہارا لیتے ہوئے پیدل حج کو جا رہا ہے اس کے بارے میں آپ نے معلوم کیا تو بتایا کہ اس نے منت مانی تھی کہ پیدل چل کر زیارت بیت اللہ کرے گا اسی کو پورا کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ اسکی مشقت اور اسکے اپنی جان کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے اسے اٹھا کر سواری پر بٹھا دو۔

اسلام حج کو روحانی، علمی، ادبی، اجتماعی، اقتصادی دولت کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ قرار دیتا ہے، جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِیْرَ۔ (سورہ حج - ۲۷ - ۲۸)

لوگوں میں حج کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہونچی ہونگی تاکہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔

ان جانوروں میں سے تم بھی کھایا کرو اور مصیبت زدہ
محتاج کو بھی کھلایا کرو۔

لیشھدوا منافع لھم پر غور کیجئے علماء اور مفسرین منافع کی تشریح منافع دنیوی اور منافع دینوی کا لحاظ سے ایک ساتھ کی ہے کیونکہ دین اور دنیا قرآن اور اسلام میں دونوں اس طرح مترادف و مترابط ہیں جیسے روح بدن کے ساتھ متعلق ہے، جس طرح دین روح ایمانی اور آداب واخلاق سے بڑھتا ہے بعینہ اسی طرح دنیا اسباب بقاء اور مادی ترقی سے آگے بڑھتی ہے اگر ہم حج کے ان تمام منافع کو محصور اور شمار کرنا چاہیں جو روحانی و مادی شکل میں ہوں تو ہیں تو شمار نہیں کر سکتے۔ حج میں اگر صرف ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ایک جماعت دوسری جماعت سے متصارف ہو جائے اور ایک دوسرے کے احوال سے واقف ہو جائے تو یہی فائدہ عظمت حج کے لئے کافی ہے لیکن افسوس کہ آج مسلمان حج کی اس عظیم خصوصیت اور اسکے عظیم فائدے سے لاعلم ہو کر خسارہ اٹھا رہے ہیں۔

حج اگر غور کیا جائے تو ایک عظیم اسلامی کانفرنس ہے جو ساری عالم کے مسلمانوں کی حاجت اور ضرورت کو متحد کرنے اور ان کے مسائل کا جائزہ حل تلاش کرنے کے لئے ہر سال منعقد ہوتی ہے وہ عظیم مسائل چاہے علمی ہوں یا عملی اقتصادی ہوں یا مالی مذہبی ہو سیاسی بعض اقوام سے متعلق ہوں یا سارے عالم سے۔

ایسے ہی حج کی ایک اہم حیثیت اور بھی ہے یہ اگرچہ پہلی کی بہ نسبت اہم نہیں لیکن فی نفسہ اسکی اہمیت بہت زیادہ ہے اور وہ اقتصادی حیثیت ہے اس لئے کہ ہر ملک کے مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی خاص صنعت ہے جو دوسرے اسلامی ممالک میں نہیں پائی جاتی اس حج نما اسلامی کانفرنس کے ذریعہ اس کے تبادلہ کی کوئی آسان صورت نکل سکتی ہے اور اس طرح ایک اسلامی حکومت دوسری اسلامی حکومت کی اس مخصوص صنعت سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

حج کس پر واجب ہے؟ :- عاقل، بالغ، تندرست، صاحب استطاعت، مسلمان پر حج فرض ہے جو زاد سفر کرایہ اور واپسی تک کے بال بچوں کے اخراجات پر قادر ہو، اور دوسرے اعزار واقربار کے حقوق اور قرض خواہوں کے قرض اموال کی زکوٰۃ وغیرہ ادا کر چکا ہو۔ یہ رقم جو حج میں لگا رہا ہے اسکی خالص حلال کی کمائی ہو، سود ریا وغیرہ سے پاک صاف ہو۔ اور سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ مکہ تک کا راستہ مامون اور خطرہ سے پاک صاف ہو،

حج کے ارکان :- ارکان حج کی تعداد چھ تک پہنچی ہے جن میں (۱) احرام (۲) طواف زیارت (۳) صفا مروہ کے درمیان سعی (۴) وقوف عرفہ (۵) حلق راس یعنی سر کا منڈوانا یا بال کا چھوٹا کرانا (۶) ان افعال کے درمیان ترتیب۔

(باقی آئندہ)

ارکانِ حج اور اُن کے رُموز

۲

از مولانا خالد کمال صاحب مبارک پوری

فلسفۂ احرام: زمانہ جاہلیت میں عرب اپنے جانوروں کے لئے چراگاہ بنایا کرتے تھے۔ اور اس چراگاہ کے حدود متعین کردیا کرتے تھے اور کوئی دوسرا قبیلہ اس کے اندر اپنے جانوروں کو نہیں چرا سکتا تھا۔ عرب میں ہر صاحب حیثیت قبیلہ اپنی ذاتی چراگاہ بنانا بہت پسند کرتا تھا۔ لیکن جب اسلام آیا تو اس نے ان کی ملکیت ختم کرکے تمام انسانوں پر اسے منقسم کردیا۔ صرف "حمی اللہ" (کعبہ) کو باقی رکھا اور اسکے لئے حرام و مواقیت مقرر کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر زائر حرم حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے ایک خاص وضع قطع اختیار کرتا جسے احرام کہا جاتا ہے۔

جب کوئی مسلمان احرام باندھ لیتا ہے تو اس پر زیب و زینت کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ لہذا کوئی محرم خوشبو نہیں استعمال کرسکتا حتی کہ اسے لذت حاصل کرنے کے لئے سونگھ بھی نہیں سکتا۔ اسی طرح سلا ہوا کپڑا بھی نہیں پہن سکتا اور باقاعدہ جوتہ بھی نہیں پہن سکتا اور زینت کے لئے انگوٹھی بھی نہیں استعمال کرسکتا اس قسم کی زیب و زینت والی چیزوں کے علاوہ سر کے بال بھی نہیں کٹوا سکتا بلکہ انھیں اپنے حال پر چھوڑے رکھنا چاہئے۔ ایسے ہی ناخن بھی نہیں ترشوا سکتا۔ زیب و زینت کی چیزوں سے روکنے کی غرض صرف یہ ہے کہ حج ایک ایسی عبادت ہے جس سے تقرب الی اللہ مقصود ہوتا ہے اور یہ تقرب اسوقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ انسان اپنے آپ کو شہوات سے دور نہ رکھے اور لذتوں سے کنارہ کشی نہ اختیار کرے۔

احرام کا دوسرا مقصد زہد و تقویٰ کا حصول ہے جیسا کہ قرآن میں جا بجا اس کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ زہد و تقویٰ ان مادی چیزوں سے بالاتر ہے۔ لہذا احرام کی حالت میں نفس اپنی پہلی طبیعت کی جانب لوٹتا ہے اور احرام کی اس مختلف مدت میں ہم اپنے اندر جس قدر روحانیت پاکیزگی اور نظافت پاتے ہیں وہ بیان سے باہر ہے۔

احرام کا ایک اور مقصد بھی ہے اور وہ اپنے اوپر محنت و مشقت برداشت کرنا اور ناپسندیدہ چیزوں سے نفرت ختم کرنا ہے مشہور ماہر الکتشافات ڈاکٹر "بادن بول" نے احرام کو اس سلسلہ میں بہت موثر اور کامیاب بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ احرام کی ریاضت اور اسکی محنت و مشقت ریاضت کشف سے بہت زیادہ موثر و کامیاب ہے کیونکہ احرام میں ایک معتدبہ مدت تک بہت سی مشقتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور وہ بھی دینی و مذہبی ماحول میں رہ کر جس کا اثر نفوس پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔

احرام اور اسلام :- جس وقت محرم بیت اللہ کو دیکھتا ہے بے اختیار اسکی زبان سے نکلتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ انت السلام و منک السَّلام حینا ربنا بالسلام

اس دعا سے حج کے اس مقصد عظیم کی جانب رہنمائی ہوتی ہے جس میں امن و سلامتی کے پودے لہلہاتے نظر آتے ہیں اور بغض و حسد اور نفرت و کراہت کا جنازہ نکلتا نظر آتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے اسلام کا مقصد اخوت عامہ کی تبلیغ ہے، یہ آیت اس مقصد کی تائید کرتی ہے۔

الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ (سورہ بقرہ - ۱۹۷)

حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے گا تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے اور جو نیک کام کرو گے خدائے تعالیٰ کو اسکی اطلاع ہے۔

اس آیت کے ذریعہ محرم پر فرض کیا گیا ہے وہ صلح پسند بن کر رہے ہر فحش گوئی اور فسق و فجور سے اجتناب کرے اور ممنوعات شرعیہ سے پرہیز کرے کسی سے تو تو میں میں نہ ہونے دے ورنہ کبھی کبھی گالی گلوج تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور اگر کسی سے جھگڑا کر بیٹھے تو اس جرم کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔

امن و سلامتی اور اطمینان و سکون کی بنیاد مضبوط کرنے کے لئے شریعت نے محرم پر خشکی کے شکار حرام قرار دئے ہیں چاہے وہ حلال جانور کا شکار ہو یا حرام جانور کا جس کی تفصیل قرآن کی اس آیت میں یوں کی جا رہی ہے۔

احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ وحرم علیکم صید البر مادمتم حرما واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون (سورہ مائدہ — ۹۶)

تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اسکا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

احرام اور خشوع و خضوع :- محرم باآواز بلند ہر فرصت کے وقت یوں تلبیہ پڑھا کرتا ہے۔ لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ یہ کلمات ان رجزیہ اشعار کے مشابہ ہیں جنہیں قومی میدان جنگ میں للکارتا رہتا ہے جن کے ذریعہ ان میں بہادری اور جوانمردی کا جذبہ اُبھارنا مقصود ہوتا ہے ان کلمات کے بار بار دہرانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان اپنی پیشانی کو خدا کے سامنے جھکا دے اور اسکی بڑائی کا اقرار کرے۔ اور اس طرح ایک مخلوق اور غلام کی حیثیت سے اپنی زندگی گذار سکے۔ اور ان تمام ذمہ داریوں کو سمجھے جو خدا کی جانب سے اس پر لاگو ہوتی ہے۔

طواف کعبہ اور اسکا فلسفہ :- کعبہ کے چاروں طرف ہر حاجی سات چکر لگاتا ہے جس کی ابتدا حجر اسود سے ہوتی ہے یہی طواف کعبہ ہے جو اس کی عظمت کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔

حجر اسود کعبہ میں زاویہ نما ایک پتھر کا نام ہے جو بطور شعار اور یادگار بنائے خلیل کے پیش نظر اس میں لگایا گیا ہے جب بھی بنائے کعبہ میں تغیر و تبدل ہوتا عرب اس پتھر کو بحفاظت تمام متغیر شدہ عمارت کعبہ میں دوبارہ نصب کر دیا کرتے تھے حجر اسود خود بنفس نفیس کوئی متبرک اور بزرگ شے نہیں ہے کیونکہ عرب جیسے بت پرست بھی زمانہ جاہلیت میں اسے معبود قرار نہیں دیتے تھے چہ جائیکہ اسلام جو بت پرستی کا دشمن اور وحدانیت کا حامی ہے حجر اسود کو فی نفسہ محترم و مقدس قرار دے کر بت پرستی کا بیج بوتا۔ بعض یوروپین اسلام پر بت پرستی کا الزام اس کے ذریعہ عائد کرتے ہیں کہ جب ایک پتھر کو مسلمان حج کے سلسلہ میں بوسہ دیتے ہیں تو بت پرستی کی اب کون سی شکل اسلام میں ناجائز ہے؟ ان کے اس اعتراض کا جواب حضرت عمرؓ کے اس بیان سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے جبکہ انہوں نے ایک شخص کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر اسلام کی ترجمانی کی تھی آپ نے اسوقت فرمایا تھا کہ

انی اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک۔

مجھے معلوم ہے کہ تم ایک پتھر ہو جو نہ کسی کو نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو ہرگز بوسہ نہ دیتا۔

طواف کعبہ کا دوسرا عظیم مقصد ان ملائکہ کے مشابہ بننا ہے جو عرش خداوندی کا طواف کرنے میں مصروف رہا کرتے ہیں اور چونکہ ہر مسلمان پنج وقتہ نمازیں کعبہ ہی کی جانب متوجہ ہو کر پڑھتا ہے اس لئے اسکی عظمت شان کا تقاضا ہے کہ جب حج کو جائیں تو اس کی تعظیم و تکریم کریں اور بنائے ابراہیمی جو خالص عبادت خداوندی اور توحید پرستی پر مبنی ہے اس کی عزت کریں۔

سعی بین الصفا والمروہ کی حقیقت :- سعی کے معنی تیزی سے چلنے کے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی سعی بین الصفا والمروہ ارکان حج میں شمار کی جاتی تھی۔ اسلام نے زمانہ جاہلیت کے

اس رکن کو باقی رکھا کیوں کہ اس سے تاریخ کعبہ کا ایک اہم واقعہ متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سعی کرنے والی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں جنھوں نے ان دو پہاڑیوں کے درمیان چکر کاٹ کر ایک سنت جاری کی عرب نے اس سنت کو جاری رکھا لیکن اپنے مذاق کے مطابق اس میں تبدیلی بھی کر دی اور دونوں پہاڑیوں پر ایک ایک بت نصب کر دیا جس میں سے ایک کو اساف اور دوسرے کو نائلہ کہتے تھے۔ اسلام نے آکر اس بیہودہ زیادتی کو ختم کیا اور بتوں کو توڑ دیا اور صرف سعی کو باقی رکھا۔ اور کفر و شرک کے شائبوں سے اسے پاک کر دیا۔ اسلام میں سعی کی حیثیت یوں بھی اس لئے ہے کہ حاجی سعی کرنے کے بعد بدن میں ایک توانائی اور طاقت محسوس کرنے لگتا ہے اور یہ سعی گویا حج میں ورزش کا کام دیتی ہے، جیسے کہ فوجی ورزش کر کے اپنے آپ کو چست اور فربہ بناتے ہیں۔

وقوفِ عرفہ کی حقیقت:- نویں ذی الحجہ کو اسلام نے حجاج کے لئے عرفات میں وقوف کرنے اور ٹھہرنے کو فرض قرار دیا ہے اور اصل میں حج یہی ہے اسی وقوف عرفہ کی فضیلت بیان سے باہر ہے۔ یہاں اس کی ایک عام حیثیت کو لیجیے کہ یہ تمام حجاج کی متحدہ کانفرنس ہے جس میں ہند، مصر، عراق، انڈونیشیا، پاکستان، ترکی، شامی، لبنانی اور بقیہ تمام دنیا کے مسلمان شریک ہوتے ہیں اور ایک ساتھ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے اس سے استغفار و رحمت طلب کرتے ہیں۔ یہ اخوت کا ایک ایسا روح پرور منظر ہوتا ہے جس کے دیکھنے کے بعد دنیا کے دوسرے تمام اشتراکی نظام ناقص نظر آتے ہیں۔

حلق راس کا راز:- زیب و زینت سے ممانعت کا حکم اختتام حج کے بعد قطعی ختم ہو جاتا ہے کیوں کہ اسلام خود جمال و نظافت پسند مذہب ہے اللہ جمیل ہے جمال کو پسند فرماتا ہے لہٰذا جب ضرورت پوری ہو چکی تو اب زیب و زینت کے لئے حلق راس قص اظفار غسل استعمال خوشبو وغیرہ سبھی چیزیں مباح ہو گئیں۔ اور واجب ہو گیا کہ وہ اپنے بکھرے ہوئے بال اور ناخن کو کٹوا کر اظہار زیب و زینت کرے۔ غور کیجئے کہ احرام کی ابتدا بھی غسل، خوشبو وغیرہ لگانے کے بعد ہوئی تھی اور انتہا بھی پاکیزگی ہی پر ہو رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اسلام نظافت و پاکیزگی اور صفائی کا کس قدر حامی ہے۔ اور دوسری عبادتوں کے بہ نسبت حج میں نظافت کو اہم مقام دیتا ہے۔

تجدید عہد و پیمان:- حج کا ایک مقصد تجدید عہد و پیمان بھی ہے۔ چنانچہ حاجی حج کے بعد گناہوں اور فسق و فجور سے بچنے کا از سر نو عہد کرتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے گا۔ اور غیر اللہ سے اپنے تعلق کو بالکل منقطع کر لے گا۔ شیطانی وسوسوں اور باطل خیالات کو یکدم ترک کر دیگا اور چلتے پھرتے سوتے جاگتے اس وعدہ کو نبھائے گا جو ارض حجاز میں چلتے پھرتے قدم قدم پر اس نے لاکھوں انسانوں کے درمیان کیا تھا اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

من حج ولم یفسق خرج کیوم ولدتہ امہ

جس نے فسق فجور سے بالاتر ہو کر حج کیا اس کی مثال اس بے گناہ بچے کی ہے جس کی ماں نے آج ہی اس کو جنم دیا ہو۔

حج کے بارے میں ایک مشرق کی شہادت:-

اس مقالہ کو ڈاکٹر فلپ حتی کے اس اقتباس پر ختم کیا جاتا ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب تاریخ العرب میں حج کے متعلق بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"صدیاں گذر جانے کے بعد بھی حج ایک ایسا نظام باقی رہا جو دنیا کے مختلف طبقات کے مسلمانوں کو آپس میں ملاتا ہے اسی لئے ہر مسلمان خواہش کرتا ہے کہ زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ اسے حج کی دولت سے مالا مال ہونے کا موقع ملے اور وہ دنیا کے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اسلامی اخوت کے ناطے بیٹھ کر اظہار خیال کرے۔ یہی وجہ ہے اکناف عالم کے تمام مسلمان زنجی، بربری، چینی، فارسی، ترک، عربی، مالدار، امیر غریب چھوٹے بڑے زندگی میں ایک ایسا موقع پا جاتے ہیں جہاں بیٹھ کر ایمان و عقیدے کے متعلق اظہار خیال کر لیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو کالے گورے، عربی، عجمی کے درمیان مساوات قائم کرنے میں ایسی کامیابی ہوئی کہ دنیا کے کسی دوسرے دین کو نہ ہو سکی اس سلسلہ میں حج نے بہت اہم پارٹ ادا کیا ہے۔"